دعواتِ عبدیت

> ۲۱ر اپریل ۸۳ء۔ دارالعلوم ربانیہ شیدو کے اربابِ انتظام کی دعوت اور شدید اصرار پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ دارالعلوم ربانیہ تشریف لے گئے حضرت مدظلہ کی آمد کی اطلاع علاقہ بھر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل چکی تھی۔ علاقہ بھر سے عقیدت مندوں کا سیلاب امڈ آیا تھا۔ حضرت مدظلہٗ شدید علیل تھے۔ تقریر کرنا دشوار تھا۔ دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ احقر نے وہی دعائیہ کلمات اس وقت محفوظ کر لئے تھے جواب کاغذات کے ڈھیر میں مل گئے ہیں لہٰذا نذرِ قارئین ہیں (ع ق ح)

اللہ کریم کا بے پایاں فضل وکرم

ہم دن رات نافرمانی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو راستہ بتایا ہے اور اللہ تعالیٰ ے نبیؐ نے جو طریقہ سکھایا ہے اس سے اعراض کرتے ہیں اپنے اعمال کی وجہ سے ہم سزا کے مستحق ہیں۔ مگر اس کے ر جود اللہ رب العزت اپنے فضل وکرم سے اپنے انعامات اور بے پایاں فضل وکرم سے ہم سب کو نواز رہا ہے نی برساتا ہے۔ طعام اور اس کے ذرائع سے استفادہ کے اسباب مہیا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہیں تو سب کچھ بند کر یں۔ مگر اس کے فضل وکرم پر قربان جائیے ہمارے تمام گناہوں اور بڑے بڑے جرائم پر پردے ڈال دیتے ہیں یئے آج اپنے مہربان خدا کے سامنے گڑگڑا کر اور رو۔ رو کر اپنے گناہ معاف کرالیں۔ (اس وقت اہل مجلس پر یب کیفیت تھی۔ آہ وبکا اور گریہ وزاری کا سماں بندھا ہوا تھا۔ اور لوگ چیخیں مار مار کر رو رہے تھے) اللہ ب العزت نے اپنی مخلوق پر کس قدر مہربانی فرمائی ہے۔ کہ خود اپنے سے گناہ معاف کرانے کی تلقین ہی کر دی ر ایسا کرنے والے کو بڑی اور عظیم بشارتوں سے بھی نوازا۔

فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا ہ یرسل السماء علیکم مدرارا ویمددکم

باموالٍ وبنین و یجعل لکم جنٰت و یجعل لکم انہاراً (نوح)
اور میں نے کہا گناہ بخشواؤ اپنے رب سے بے شک وہ ہے بخشنے والا، چھوڑ دے گا تم پر آسمان کی دھاریں اور بڑھا دے گا تم کو مال اور بیٹوں سے اور بنا دے گا تمہارے واسطے باغات اور بنا دے گا تمہارے لئے نہریں۔

اللہ کے سوا کوئی ماویٰ اور ملجا نہیں | اللہ پاک کے ان مبارک کلمات میں کس قدر لطف ہے اور شفقتیں ہیں جیسے ایک مشفق اور مہربان والد اپنے سرکش اور نافرمان بیٹے سے کہتا ہے۔ لخت جگر! تجھے میں نے پالا ہے۔ تیری پرورش میں نے کی ہے اور اب بھی میرے گھر میں تمہارا بسیرا ہے۔ اگر نکال دوں تب بھی میرے در کے سوا تیرا دوسرا در نہیں جہاں تجھے پناہ مل سکے۔ بیٹے نافرمانی نہ کر، آجا اپنے والد کے در پر اپنے مہربان کے گھر میں۔ ہمارا بھی اللہ رب العزت کے در کے سوا دوسرا در نہیں۔ یا اللہ ہم تیرے نافرمان بندے ہیں۔ ہم نے بڑے بڑے جرائم کئے ہیں۔ یا اللہ ہم سب اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ میرے اللہ! ہم سب تیرے دروازے پر حاضر ہیں تیری چوکھٹ پر سجدہ ریز ہیں۔ یا اللہ اگر تو دھتکار دے تو کون ہے جو تیرے بندوں کا ماویٰ اور ملجا بنے۔ یا اللہ ہم سب کو معاف فرما دے۔

عزیز بھائیو! آیئے آج اخلاص کے ساتھ اپنے گناہوں اور جرائم سے استغفار کرلیں۔ اللہ پاک استغفار کرنے والے کے گناہوں کو معاف فرماتے ہیں اور دینی و دنیوی رفعتوں اور شوکتوں کے ساتھ ساتھ دنیا و آخرت کی لازوال نعمتوں سے بھی نوازتے ہیں۔

وَیُمۡدِدۡکُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِیۡنَ وَیَجۡعَلۡ لَّکُمۡ جَنّٰتٍ وَّیَجۡعَلۡ لَّکُمۡ اَنۡہٰرًا

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم | آپ حضرات نے جو اجتماع کا پروگرام بنایا ہے اور بڑے بڑے علماء کرام کو مدعو کیا ہے۔ یہ حضرات ہمیں قرآن پاک، حدیث اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا سبق پڑھائیں گے۔ جو یقیناً ہمارے لئے دنیا اور آخرت کی فوز و فلاح کا ضامن ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:-

مَنْ اَحْیٰی سُنَّۃً مِنْ سُنَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃِ شَہِیْدٍ

شہید جب وفات پاتا ہے تو جنت کے حور و غلمان اس کا استقبال کرتے ہیں۔ اور اللہ رب العزت اپنے خصوصی لطف و کرم سے نوازتے ہیں۔

افغان مجاہدین اور اہل اسلام | اللہ پاک ہمارے مجاہدین افغانستان کو بھی کامیابی سے نوازے۔ اور ان کو اپنے عظیم مقاصد میں عظیم کامرانی عطا فرمائے۔ الحمد للہ کہ آج روسی دشمن سے میدان کارزار میں علماء بالخصوص

العلوم حقانیہ کے فضلاء برسر پیکار ہیں۔ نہتے ہاتھوں مسلح افواج اور زبردست طاقتور دشمن سے مقابلہ ہے
ریباً ساڑھے تین برس ہونے کو ہیں کہ دشمن کے بمبار طیاروں۔ ٹینکوں اور مسلح فوجوں سے ہمارے بے سروسامان
ہدین اور ہمارے دارالعلوم کے فضلاء اور طلباء مسلسل جنگ کر رہے ہیں جن میں سینکڑوں شہید ہو چکے
ہم سب اللہ رب العزت کی بارگاہ میں تضرع و عاجزی اور اپنے گناہوں و جرائم کے اعتراف کے ساتھ
و ندامت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور دست بدعا ہیں کہ یا اللہ تو اپنے ان دین کے سپاہیوں اور مجاہدوں کی
اپنی غیبی قوتوں سے امداد فرما۔ مجاہدین کے ساتھ ہر قسم کا تعاون ہمارا فرض ہے۔ اگر اور کچھ نہ ہو سکے تو کم از
دعا تو کر لیا کریں اگر آج افغان مجاہدین نہ ہوتے اور انہوں نے افغانستان میں روسی اژدھا کا مقابلہ
لیا ہوتا تو آج روس خدا جانے اپنے ناپاک عزائم میں کس قدر کامیاب ہوا ہوتا۔ آپ کو یہ دارالعلوم حقانیہ اور
ب میں دینی مدارس کا جو جال پھیلا ہوا نظر آ رہا ہے۔ اگر افغان مجاہدین کی باڑ نہ ہوتی تو یہ مدارس اور مساجد
ی سمرقند و بخارا کی طرح حیوانات کے اصطبل بن چکے ہوتے۔

ہمارے دلوں میں بھی ایک ارمان ہے، ایک تمنا ہے کاش اس بڑھاپے میں بھی میدانِ کارزار میں جانا
یب ہوتا۔ اور افغان مجاہدین کے شانہ بشانہ دشمن سے لڑنے کا موقعہ ملتا۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری یہ تمنا شاید تمنا ہی رہے۔ لیکن خداوند قدوس نے ہم کمزوروں اور
ضعیفوں کے لئے ایک دوسری صورت اور ایک آسان راستہ بنا دیا ہے کہ جناب حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت پر عمل کرنے سے سو شہیدوں کے مراتب و درجات اور ان کے برابر اجر
و ثواب کے دینے کا وعدہ فرمایا مثلاً

مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں اندر رکھیں اور " اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ "
پڑھیں اور نکلتے وقت بایاں پاؤں باہر نکالیں اور " اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ "
جیسا کہ آں حضرت کا مسنون طریقہ یہی تھا۔ تو اس عمل (جو بظاہر ایک معمولی اور حد درجہ آسان عمل ہے)
سے اللہ پاک ہم کو سو شہداء کا ثواب دیتے ہیں۔

دیکھئے!

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل و کرم اور مہربانیوں کے دروازے بڑے وسیع اور کشادہ ہیں۔
اور ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔ ایک سنت کے بدلے کتنی عظیم دولت مل رہی ہے۔ اور جب کھانا کھانے
بیٹھیں اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لیں اور جب فارغ ہو جائیں تو الحمد للہ الذی اطعمنا
وسقانا وجعلنا من المسلمین پڑھ لیں اور اگر کسے پوری دعا یاد نہیں تو فقط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے

پڑھ لینے سے بھی سنّت ادا ہو جاتی ہے۔ بظاہر معمولی اور حد درجہ آسان عمل ہے۔ مگر بوجہ سنّت ہو
ہونے کے اللہ پاک کے ہاں بے حد مقبول ہے۔ اس لئے اللہ پاک نے سنو شہیدوں کے برابر اجر و ثوا
عنایت فرمانے کی بشارت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنوا دی۔ ہم پر اللہ پاک نے بہت بڑا احسان ف
کہ آج ہمیں دین کے لئے یہاں اکٹھا فرمایا۔ اور اس بے آب و گیاہ علاقہ میں اس قدر عظیم دینی ادارے عطا فر
اور اس پتھریلی زمین اور کھنڈرات سے (دارالعلوم حقانیہ کی شکل میں) علوم کے چشمے بہا دیئے۔ اگر تمام
سجدے کرتے رہیں تب بھی ہم خدائے لم یزل کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔

عجز و انکساری فتح مکہ کے موقعہ پر جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارہ[۱۲] ہزار جاں نثاروں کے سا
فاتحانہ شان سے مکہ میں داخل ہوئے تو تواضع و انکساری اور حد درجہ حیا کی وجہ سے اپنے چہرۂ اقدس کو اون
کی کوہان پر رکھ دیا تھا۔ اہل مکہ نے دیدہ و دل نچھاور کئے، میزبانی اور قیام کے لئے اپنے گھروں کو آراس
کیا۔ اور اپنے اپنے محلات کی پیش کش کی۔ مگر آپؐ نے اس جگہ رہنا پسند کیا جہاں فتح مکہ سے قبل آپ ص
آپؐ کے رفقاء نے تین سال کا عرصہ قید میں گذارا تھا۔ اور بہترین محلات پر قدیم جیل خانہ کو اس لئے ترجیح د
تاکہ ابتدائی حالات یاد ہوں اور اب خدائے پاک کا فضل و کرم دیکھ کر تشکر و امتنان کی کیفیت پیدا ہو۔ فت
کامرانی کے موقعہ پر بڑائی اور افتخار کے بجائے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تضرع اور عاجزی تواضع ا
انکساری زیادہ محبوب تھی۔ آج ہم اپنے اندر جھانک کر دیکھیں، قدرے دولت حاصل ہو جائے یا عزت و جاہ
جائے یا کسی کمال کو حاصل کر لیں تو کپڑوں میں نہیں سماتے۔ کمالات اور بزرگی جتاتے ہیں اور ہر ممکن اپنے آپ
منواتے ہیں۔ اور دنیا کو "پدرم سلطان بود" کا باور کراتے ہیں۔ اس رویہ سے اللہ پاک ناراض ہوتے ہیں۔

ایاز قدرِ خود بشناس محمود غزنویؒ بہت بڑے ولی اللہ تھے۔ غزنی سے آئے ہند و پاک کو فتح
کے سومنات کے مقام تک پہنچے۔ ان کو اپنے ایک غلام ایازؔ سے بے حد محبت تھی۔ ایاز شاہی دربار میں مرصّع تا
اور ایسا لباس پہنتا تھا جس میں بیش بہا موتی اور لعل و جواہر جڑے ہوئے تھے۔ وزراء اور دیگر شاہی مقرب
اس سے حسد تھا۔ اور محمود غزنوی کی ایک غلام سے محبت پر تعجب بھی۔ تو جب وزراء نے ایاز سے اس قد
محبت اور خصوصی تعلق کی وجہ دریافت کی تو محمود غزنوی نے فرمایا اس کا جواب کل دوں گا۔ دوسرے دن جب
دربار برخاست ہوا اور سارے وزراء جانے لگے تو محمود غزنویؒ نے سب کو روک لیا اور سب وزراء کو ساتھ
کر اچانک ایاز کے گھر جا پہنچے۔ سب نے دیکھا کہ ایاز نے شاہی لباس اور قیمتی مرصع تاج اتارا ہوا ہے اور اپ
پرانا مزدوروں اور قلیوں والا لباس پہن کر آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر خود کو کہہ رہا ہے۔ کہ ایاز! قدرِ خ
بشناس۔ بزرگوں کا مقولہ ہے۔ شریف آدمی جس قدر بلند مراتب پر پہنچتا ہے اسی قدر اس میں تواضع اور عاجزی

پیدا ہوتی ہے۔ اور رذیل آدمی جوں جوں اور نیچے درجات پر پہنچتا ہے توں توں اس میں دنائت کمینگی اور رذالت پیدا ہوتی جاتی ہے۔ بہرحال عرض یہ کر رہا تھا کہ اللہ رب العزت کو اپنے پیغمبروں کی سیرت اور سنت ہر درجہ محبوب ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کے ساتھ مقابلہ میں تھے۔ تو فرعون حضرت موسیٰؑ کو جادوگر کہا کرتا تھا اس لئے ملک کے تمام جادوگروں کو بلایا۔ جب حضرت موسیٰ سے مقابلہ کرنا چاہا، تو جادوگروں نے فرعون سے کہا۔ کہ کل جب میدان میں مقابلہ ہوگا۔ اور جس سے مقابلہ ہونا ہے ہم نے ابھی تک اسے دیکھا نہیں ہمیں کم از کم اس قدر تو معلوم ہو جائے کہ جس سے مقابلہ کیا جا رہا ہے وہ یہ ہے اور اس شکل و صورت کا انسان ہے تو فرعون نے جادوگروں کے لئے حضرت موسیٰؑ کو دیکھ لینے کا انتظام کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ کے دیکھ لینے کے بعد جادوگروں نے فرعون سے یہ درخواست کی کہ جب کھلاڑی اور مقابل میدان میں آتے ہیں تو عام طور پر ان کی وردی اور لباس ایک ہی قسم کا ہوتا ہے۔ اس لئے آپ بھی ہمارے لئے یہ انتظام کر دیں کہ ہمارا لباس بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طرز کا لباس ہو۔ جیسے حضرت موسیٰؑ کی پگڑی ہے، ٹوپی ہے، جوتے ہیں ویسے ہی ہمارے بھی ہونے چاہئیں۔ فرعون کے لئے یہ کوئی مشکل نہیں تھا۔ راتوں رات فرعون نے تمام جادوگروں کا لباس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لباس کی طرح بنوا دیا۔

صبح جادوگر جب حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ میں نکلے تو سب کا لباس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح تھا اور گویا لباس وردی کے لحاظ سے سب موسیٰؑ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ جب مقابلہ ہوا تو جادوگروں نے حضرت موسیٰؑ کی نبوت کی گواہی دے دی اور اسلام قبول کر لیا۔ مگر فرعون اس سعادت سے محروم رہا۔

فرعون نے جادوگروں کو دھمکیاں دیں مگر وہ اس قدر دین پر پک گئے تھے کہ ان کو فرعون کی کوئی دھمکی اور شدید ترین سزا بھی لغزش کا باعث نہ بن سکی۔ وہ استقامت کا پہاڑ بن چکے تھے۔ اور انہوں نے فرعون سے کہہ دیا "فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ" تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خلوت میں خدا کے حضور عرض کی۔ یا اللہ یہ سارا انتظام اس لئے کیا گیا تھا کہ فرعون ایمان لے آئے۔ میں بھی دن رات اس کی اصلاح و تبلیغ کی کوشش کرتا ہوں۔ مگر اس نے تو اسلام قبول نہ کیا سینکڑوں جادوگر اسلام میں داخل ہو گئے۔ آخر اس میں راز کیا ہے۔ تو اللہ پاک نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ (علیہ السلام) آپ کا لباس نبی کا لباس ہے۔ اور نبی کا لباس اور اس کی شکل و صورت مجھے محبوب ہے۔ تو جادوگروں نے جب میرے محبوب کے لباس کو پہن کر نبی کے ساتھ مقابلہ کیا تو میری رحمت یہ گوارا نہ کر سکی کہ ایک شخص پیغمبر کے لباس میں ہو اور وہ جہنم میں جا پڑے۔ اس لئے میں نے نبی کی شکل و صورت اور اس کا لباس اختیار کرنے کی وجہ سے سب کو اسلام اور ایمان کی دولت سے مالا مال کر دیا۔

تو ہمارے سامنے ایک بہت بڑی گھاٹی (موت) ہے جس کو سب نے عبور کرنا ہے۔ جو پار ہو گیا وہ کامیاب ہو گیا۔ جو راستے میں لڑھک گیا وہ برباد ہو گیا۔

امام زین العابدین کو کسی نے گالیاں دیں تو امام صاحب ان کے لئے کھڑے ہو گئے اور فرمایا خوب جی بھر کر دو۔ مگر گالیاں دینے والا جب گالیاں دیتے دیتے تھک گیا اور خاموش ہو گیا تو امام زین العابدین نے ان سے فرمایا عزیز! میرے سامنے موت کی ایک بہت دشوار گذار گھاٹی ہے اگر میں نے وہ عبور کر لی تو پھر تیری گالیوں کی مجھے پروا نہیں اور اگر راستے میں لڑھک گیا تو پھر ان گالیوں سے زیادہ کا مستحق ہوں۔ اصل چیز خدا کے ہاں مقبولیت اور اس کی رضا ہے۔ اگر ایک شخص بادشاہ کی نگاہ میں عزیز ہے تو اسے کسی جمعدار اور عوام کی گالیوں کا کوئی پروا نہیں کرنا چاہئے۔ اور اگر بادشاہ کی نظروں سے گر گیا ہے تو وزیروں اور امراء کی نگاہ میں اس کی مقبولیت بے سود ہے +

وضو تو قائم رکھنے کے لئے جوتے پہننا بہت ضروری ہے ہر مسلمان کی کوشش ہونی چاہیئے کہ اس کا وضو قائم رہے

سروس انڈسٹریز

پائیدار۔ دلکش۔ موزوں اور واجبی نرخ پر جوتے بناتی ہے

سروس شوز

قدم قدم حسین قدم قدم آرام